اجراء حسبِ ارشاد: شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی تھانوی قدس سرہ

مواعظ حکیم الامت اور دینی رسائل کی اشاعت کا امین

ماہنامہ الامداد لاہور پاکستان

مدیر مسئول
(مولانا) ڈاکٹر احمد میاں تھانوی

مدیر
ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی

جلد ۲۵ | ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ | اکتوبر ۲۰۲۴ء | شمارہ ۱۰

اصلاح ذات البین

(نااتفاقی اور فساد کی اصلاح) (قسط دوم)

ازافادات

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

عنوانات وحواشی: ڈاکٹر مولانا خلیل احمد تھانوی

قیمت فی پرچہ =/۵۰ روپے — زرسالانہ =/۶۰۰ روپے

ناشر: (مولانا) ڈاکٹر احمد میاں تھانوی
مطبع: ہاشم اینڈ حماد پریس
۲۰/۱۳ ریٹی گن روڈ بلال گنج لاہور
مقام اشاعت
جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ رجسٹرڈ لاہور پاکستان

ماہنامہ الامداد لاہور
35422213
35433049

پتہ دفتر
جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ رجسٹرڈ
۲۹۱۔ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

وعظ

اصلاح ذات البین

(نا اتفاقی اور فساد کی اصلاح) قسط دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ نے وعظ ۳ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ بروز پنجشنبہ محلّہ قلعہ جلال آباد ضلع مظفر نگر میں تین گھنٹہ بیس منٹ تک کرسی پر بیٹھ کر وعظ فرمایا جس میں نا اتفاقی کے مفاسد اور اتفاق محمود کی حقیقت واضح کی گئی۔ سامعین کی تعداد تقریباً ۲۰۰ تھی حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثانی مرحوم نے قلمبند فرمایا۔

اسی حدیث پر حضرت ایک وعظ الافراد للفساد کے نام سے ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ کو مظفر نگر یوپی حافظ سخاوت علی مرحوم کے گھر کے صحن میں کرسی پر بیٹھ کر تین گھنٹہ بیان کیا تھا خواتین کے علاوہ ۵۰۰ مرد حضرات سامعین تھے۔ یہ وعظ دار العلوم الاسلامیہ سے ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ میں طبع ہوا تھا۔

نوٹ: اس وعظ کی پہلی قسط کا آخری عنوان (فساد باہمی کے اثرات) تھا اور اس دوسری اور آخری قسط کا پہلا عنوان (زوجین کا فساد) ہے۔

خلیل احمد تھانوی

15/5/2024

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
①	زوجین کا فساد	۷
②	سختی کا نتیجہ	۱۰
③	فساد کا متعدی اثر	۱۱
④	تغیّر منکر	۱۲
⑤	مقدمہ بازی	۱۵
⑥	ایمان فروشی	۱۵
⑦	زبردستی کئے گئے نکاح اور طلاق کا حکم	۱۶
⑧	کفر کو پسند کرنا بھی کفر ہے	۱۷
⑨	ایمان فروشی	۱۷
⑩	وکلاء کا کردار	۱۸
⑪	صدق توبہ	۱۹
⑫	اچھے گنہگار	۲۲
⑬	میراث امامت	۲۲
⑭	مشیخت کی میراث	۲۴
⑮	قضا میں موروثیت	۲۷
⑯	سید حسن رسول نما کی کرامت	۳۰
⑰	اختلاف سے قلب پر ظلمت	۳۳

⑱.......... گناہ کی ظلمت.. ۳۴
⑲.......... دوسرے کے گناہ سے پریشانی.................................. ۳۵
⑳.......... خلاصہ وعظ... ۳۶
㉑.......... اخبار الجامعہ.. ۳۷

ماہ ستمبر 2024ء کے وعظ کا آخری عنوان (فساد باہمی کے اثرات) تھا۔

زوجین کا فساد

پھر آگے عداوت کا سلسلۂ نسل بہت دور تک چلتا ہے وہ اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے یہ اس کو۔ وہ اسے مالی اور جسمانی نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور یہ اس کو۔ یہ اس کی آبرو اتارنا چاہتا ہے وہ اس کی یہاں تک کہ جائز و ناجائز کا بھی خیال نہیں رہتا۔ اب اگر کسی سے کہو کہ بھائی یہ طریقہ انتقام کا ناجائز ہے تو کہتے ہیں کہ اگر ہم جائز و ناجائز ہی میں رہے تو دوسرا اچھی طرح سے کسر نکال لے گا جب دوسرے کو دین کی پروانہیں تو ہم کیسے پرواہ کریں۔

اب دنیا کے ساتھ دین بھی برباد ہونے لگا۔ چنانچہ اس واقعہ میں بھی جو کہ اس بیان کا محرک ہے ایسا ہی ہوا کہ اول دو شخصوں کے خیالات ایک دوسرے کی طرف سے بدلے تھے پھر عداوت ہوگئی۔ پھر ہر قسم کے اضرار کا سلسلہ چلا یہاں تک کہ دین کی بھی پرواہ نہ رہی۔ شیطان اسی لئے اس شخص سے بہت خوش ہوتا ہے جو میاں بی بی میں لڑائی کرادے۔

حدیث میں آتا ہے کہ شیطان شام کو دریا پر اپنا تخت بچھاتا ہے اس وقت سارے شطونگڑے اپنی اپنی کاروائی آکر بیان کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کی نماز قضا کردی۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے ایک آدمی سے زنا کرادیا۔ شیطان سب سے کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا (کیونکہ ان گناہوں کا کفارہ ایک توبہ واستغفار سے ہوسکتا ہے)۔

پھر ایک کہتا ہے کہ میں نے میاں بی بی میں لڑائی کرادی پھر وہاں سے ٹلا نہیں یہاں تک کہ شوہر نے بی بی کو طلاق ہی دے دی۔ شیطان اس کو گلے سے لگا لیتا

اور بہت شاباشی دیتا ہے کہ ہاں تو نے بڑا کام کیا۔ اس میں راز یہ ہے کہ اگر دوسروں میں عداوت ہو تو اس کا اثر دور تک نہیں پہنچتا اور میاں بی بی میں لڑائی اور طلاق ہو جائے تو دونوں کے خاندان میں جنگ ہو جاتی ہے۔ دو کی عداوت سے سو میں عداوت قائم ہو جاتی ہے شیطان کو اتنی فرصت کہاں جو سو آدمیوں میں الگ الگ عداوت پیدا کرے۔ بس وہ دو میاں بی بی میں عداوت کرا دیتا ہے اس سے خود بخود دور تک سلسلہ پہنچ جاتا ہے۔

جیسے ایک ولائتی کی حکایت ہے کہ اس نے جب عربی شروع کی تو اول ہی سے شرح جامی پڑھنے لگے اور برسوں اس کو پڑھتے رہے۔ مگر سمجھ میں نہ آتی تھی لوگوں نے کہا میاں اس طرح فائدہ نہ ہوگا اول میزان منشعب، پنج گنج وغیرہ پڑھو پھر شرح جامی سمجھ میں آئے گی۔ کہنے لگا نہیں کہ ہم نے اپنی اماں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے مرغیاں پال رکھی تھیں۔ ہم شام کو مرغی کے بچوں کو پکڑ کے بند کرنا چاہتے تو وہ بہت دق کرتے تھے۔ ایک ادھر کو بھاگ گیا ایک ادھر کو۔ اس وقت ہماری اماں مرغی کو پکڑ لیتی تھی تو سارے بچے چوں چوں کر کے اس کے ساتھ ہو لیتے تھے۔ اسی طرح شرح جامی سب کتابوں کی مرغی ہے ہم نے اس کو پکڑ لیا ہے بس اس کے پکڑنے سے سب کتابیں خود بخود قبضہ میں آ جائیں گی۔

اسی طرح میاں بی بی کا فساد سب فسادوں کی مرغی ہے ان میں لڑائی کرا دیتا ہے جس سے سینکڑوں میں لڑائی ہو جاتی ہے پھر وہ لڑائی دین کو بھی ضائع کر دیتی ہے پھر ایک پریشانی بے تعلق لوگوں کو پیش آتی ہے کہ ان لڑنے والوں سے ملیں یا نہ ملیں چنانچہ اسی واقعہ میں بعض لوگ میرے پاس آئے اور پوچھا کہ یہاں ایسا ناجائز قصہ ہوا ہے۔ ہم کو ان سے ملنا جائز بھی ہے یا نہیں؟

یہ بھی بہت غنیمت ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے سوال تو کیا ہمارے قصبہ

میں تو خدا اسے ہدایت کرے اور شاید اس کو ہدایت ہو گی قصب ① سے جو قصبہ کے اول میں ہے ایسا کوئی سوال بھی نہیں کرتا وہ لوگ ہیں تو شیخ مگر دماغ پٹھانوں سے بھی زیادہ ہے۔ وہاں بھی طلاق کا ایک شرمناک قصہ ہوا تھا۔ مگر کسی کو بھی اس سوال کی توفیق نہ ہوئی کہ ہم کو ان لوگوں سے ملنا جائز ہے یا نہیں؟۔ بس سب کے سب بے تکلف ملتے ملاتے ہیں کسی کے کان پر جوں بھی نہیں رینگی کہ یہاں کچھ قصہ ہوا تھا یا نہیں اس لئے میں جلال آباد والوں کی دینداری کی تعریف کرتا ہوں کہ یہاں ابھی تک دین کا خیال باقی ہے کہ بعض لوگ یہ پوچھنے آئے کہ ہم کو ان ناجائز کام کرنے والوں سے ملنا جائز ہے یا نہیں؟ میری عادت تشدد کی نہیں ہے گو بعض دفعہ تشدد کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

دیکھئے! اگر آپ ایک کندہ ناتراش لکڑی ② کو خوب صورت بنانا چاہیں تو کیا بدوں تبر بازی ③ کے وہ خوب صورت ہو سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ بلکہ اول کلہاڑے یا آرہ سے چیرنا ہو گا پھر اس پر بسولے پڑیں گے پھر رندہ چلے گا تب وہ کندہ ناتراش اس قابل ہو گا کہ اس کو لین باندھ کر رکھا جائے۔ جیسے حق تعالیٰ ایک تشبیہ میں فرماتے ہیں كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ یہ منافقین کی تشبیہ ہے اور کیا غضب کی بلاغت ہے کہ منافقین ظاہر میں بہت چکنے چپڑے اور لسان ہوتے تھے اور باطن میں خبیث تھے تو حق تعالیٰ نے دونوں باتوں کی رعایت کر کے کیا عجیب تشبیہ دی ہے كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ۔ یعنی وہ ایسے ہیں جیسے لکڑیاں لین باندھ کر رکھی ہوئی۔ لکڑیوں کو تراشنے کے بعد ہی لین باندھ کر رکھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ چونکہ ظاہر میں یہ منافق بہت شائستہ ہیں اس لئے ان کو کندہ ناتراش تو نہ کہو۔ ہیں کندہ ناتراش مگر ہیں لکڑیاں ہی۔ یعنی عقل وشعور سے خالی جماد محض ہیں۔

---

① ڈنڈے کے ذریعہ ② ایک خراب لکڑی کو خوبصورت بنانا چاہیں ③ بغیر تراش خراش کے۔

غرض کندہ تراشیدہ کو حق تعالیٰ بھی خوب صورت بناتے ہیں مگر یہ خوبی تبر کی ہے۔

سختی کا نتیجہ

اسی طرح انسانوں میں بھی بعض دفعہ تشدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بدوں سختی کے ان میں خوبی اور کمال نہیں پیدا ہوتا جس پر ابتداء میں سختی نہ ہوئی ہو اس کے اخلاق درست نہیں ہوتے اور کمالات سے محروم رہتا ہے آج جو لوگ با کمال کہلاتے ہیں۔ ان پر کسی وقت ضرور سختی ہوئی ہے پھر آج اس سختی کا یہ نتیجہ ہے کہ تعزیرات شرعیہ میں بھی اہل عزت اور تعلیم یافتہ طبقہ کے ساتھ رعایت کا حکم کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر ان سے کوئی خطا ہو جائے تو حکم ہے اقیلوا ذوی الھیئات عثراتھم① الا الحدود کہ ان کو سزا نہ دو۔ بلکہ عدالت میں بلا کر برسر اجلاس دھمکا دیا کرو کہ آئندہ ایسا نہ ہونے پائے۔ شریف و معزز آدمی کیلئے یہی سزا بہت ہے۔ سو آج یہ رعایت اسی سختی کا اثر ہے جو بچپن میں ان پر ہو چکی ہے۔ مگر یہ حکم تعزیرات کا ہے اور حدود② میں کسی کے ساتھ رعایت نہیں بلکہ وہاں تو سفارش بھی جائز نہیں۔

بہر حال بعض دفعہ سختی کی ضرورت ہوتی ہے اس سے پہلے جو یہاں میرے ایک دوست کا بیاں ہوا تھا۔ لوگوں نے ان کو متشدد کہا مگر ان پر اعتراض نہیں ہو سکتا ان کی رائے میں اسی کی ضرورت تھی۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اگر میں تشدد سے بھی کام لیتا۔ تو ان سے کم ہی کہتا لیکن میں نے تشدد سے کام ہی نہیں لیا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ گو تشدد کی بعض جگہ ضرورت ہوتی ہے مگر بعض طبائع اس سے اچٹتی ہیں اور ان پر الٹا اثر ہوتا ہے اور نرمی کا اثر اچھا ہوتا ہے اس لئے میں نے ان سوال کرنے والوں سے یہ نہیں کہا کہ اپنے گنہگار بھائیوں سے نہ ملو۔ بلکہ یہ کہا کہ جاؤ ملو مگر ان کو سمجھاؤ۔

---

① بڑے مرتبہ کے لوگوں کے ساتھ درگزر کا معاملہ کرو سوائے حدود شرعیہ کے، نسائی، وابوداؤد ② وہ سزائیں جو شریعت بعض جرائم کی مقرر ہیں جیسے چور کا ہاتھ کاٹنا اور زانی کو سنگسار کرنا وغیرہ۔

فساد کا متعدی اثر

اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ باوجود اجازت دینے کے بھی نہ ملے کیونکہ اجازت کے ساتھ جو یہ شرط لگادی گئی تھی کہ ان کو سمجھاؤ اس شرط کے پورا کرنے پر انہوں نے اپنے کو قادر نہ دیکھا اس لئے ملے ہی نہیں تو دیکھئے دو شخصوں کی عداوت سے اوپر والوں کو یہ تنگی پیش آئی۔ اور بعض کو یہ تنگی پیش آئی کہ وہ ان سے نہ ملنے پر قادر نہ تھے کیونکہ ان کی طبیعت ضعیف تھی۔ پھر وہ رات دن ایک ہی جگہ رہتے تھے ان سے نہ ہو سکا کہ پاس رہتے ہوئے بھی نہ ملیں اس لئے وہ ان سے ملے اور ان لوگوں کو گناہ ہوا کیونکہ انہوں نے مل کر کچھ تشدد نہیں کیا نہ اس فریق کی خلاف شرع حرکتوں سے ناگواری ظاہر کی۔ گو بوجہ اس کے کہ اس کا منشا ضعف طبیعت تھا۔ اس لئے ان کو ان لوگوں سے کم گناہ ہوا جو باوجود قدرت تشدد کے بدوں تشدد کے ویسے ہی ملتے رہے جیسے پہلے ملا کرتے تھے۔ ان دونوں کی سزا میں بھی تفاوت ہوگا۔

تو اس فساد سے یہ کتنی بڑی خرابی ہوئی کہ اس سے اسباب ایسے جمع ہو گئے کہ بعضے بے گناہ بھی گناہ میں مبتلا ہوگئے۔ چنانچہ حدیث میں آیت وَٱتَّقُواْ فِتۡنَةً لَّا تُصِيبَنَّ ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنكُمۡ خَآصَّةً ۖ۔ (1) کی یہی تفسیر آئی ہے کہ ایک شخص کسی بستی میں گناہ کر کے رہتا ہے لوگ اس کو دیکھتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں اس سے کنارہ کشی نہیں کرتے نہ اس پر کچھ تشدد کرتے ہیں تو اس شخص کی وجہ سے سینکڑوں بے گناہ عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو کسی بستی کے الٹ دینے کا حکم دیا کہ یہ لوگ بہت حد سے نکل گئے ہیں ان کا تختہ الٹ دو۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا خداوندا! اس بستی میں ایک شخص ایسا ہے جس نے

(1) ”اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں“

عمر بھر بھی کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی۔ کیا اس سمیت الٹ دوں؟ فرمایا ہاں اس سمیت ہی الٹ دو کیونکہ اس نے بظاہر کوئی گناہ نہیں کیا۔ مگر گنہگاروں کو دیکھ کر اس کے چہرہ پر بل بھی نہیں پڑا۔ وہ ہمارے دشمنوں سے ویسی ہی دوستی اور محبت کے ساتھ ملتا رہا۔ جیسا دوستوں سے ملا کرتے ہیں تو یہ کیسی محبت ہے کہ ہمارے دشمنوں پر غصہ بھی نہ آئے۔ اس لئے وہ بھی انہی کے مثل ہے اس کو بھی الٹ دو۔

صاحبو! اس بلا میں ہم لوگ بھی گرفتار ہیں۔ ہمارے ملنے والوں میں بھی بعضے مبتلائے معاصی ہیں اور ہم ان سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے اور ملتے ملاتے ہیں ہاں ایک صورت میں اس کی اجازت بھی ہے وہ یہ کہ کسی پر تشدد یا قطع تعلق کرنے میں مفسدہ کا اندیشہ ہو۔ اور اس کی طرف سے اضرار① کا اندیشہ ہو اور اپنے اندر تحمل کی طاقت نہ ہو اس کو سکوت کی اجازت ہے۔ باقی جس کو ہمت ہو اس کو سکوت کی اجازت نہیں ہے بلکہ اس کیلئے یہ حکم ہے یَٰبُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأۡمُرۡ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَٱنۡهَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ وَٱصۡبِرۡ عَلَىٰ مَآ أَصَابَكَۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ ٱلۡأُمُورِ② اس کو چاہیے کہ صاف صاف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور جو خطرہ پیش آئے اس کا تحمل کرے۔

تغیّر منکر

شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ ساحل کی طرف گئے تو دیکھا کشتیوں پر مٹکے لدے ہوئے ہیں اور ساحل پر اتارے جا رہے ہیں آپ نے ملاح سے پوچھا کہ ان مٹکوں میں کیا ہے؟ کہا خلیفہ کے لئے شراب آئی ہے آپ کو یہ سنتے ہی غصہ آیا اور فرمایا ذرا لکڑی تو دو۔ اس نے لکڑی دیدی اور سمجھا کہ ویسے ہی مذاق کر رہے ہیں۔

① نقصان پہنچنے کا خوف ہو ② ''اے بیٹے نماز قائم کر اچھائی کا حکم کر اور برائی سے روک اس پر اگر کوئی تکلیف پہنچے اس پر صبر کر اس لیے کہ عزم کی پختگی یہی ہے'' سورۂ لقمان: ۱۷۔

مگر آپ ڈنڈا لے کر کشتیوں پر جا چڑھے اور ایک طرف سے مٹکوں کو توڑنا شروع کیا۔ دس مٹکے تھے نو کو توڑ دیا۔ ایک چھوڑ دیا۔ مخبر نے خلیفہ کو اطلاع دی کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے شاہی شراب کے مٹکے توڑ دیئے۔ دربار میں بلائے گئے اور سوال ہوا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی۔

فرمایا حدیث میں ہے من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ اولسانہ او بقلبہ① اس لئے میں نے منکر کو دیکھ کر اس کو مٹا دیا۔ خلیفہ نے کہا کہ یہ کام محتسب کا ہے تم کو محتسب کس نے بنایا؟ فرمایا مجھے اس نے محتسب بنایا جس نے تجھ کو خلیفہ بنایا کہا سند! فرمایا حق تعالیٰ فرماتے ہیں یَٰبُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأۡمُرۡ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَٱنۡهَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ وَٱصۡبِرۡ عَلَىٰ مَآ أَصَابَكَۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ ٱلۡأُمُورِ ۔اس میں کسی کی تخصیص نہیں پس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو کر چکا ہوں۔ اب تو جو کچھ میرے ساتھ معاملہ کرے اس پر صبر کرنے کیلئے آمادہ ہوں۔ خلیفہ نے کہا اس کی کیا وجہ کہ ایک مٹکہ چھوڑ دیا اس کا انہوں نے جواب عجیب دیا۔ فرمایا کہ جب میں نو مٹکے توڑ چکا تو میرے نفس نے کہا اے ابوالحسن! آج تو نے بڑا کام کیا کہ خلیفہ کی بھی پرواہ نہ کی۔ واقعی تو دین کے معاملہ میں بڑا جری ہے اس خیال کے آتے ہی میں نے ہاتھ روک لیا۔ کیونکہ اب میرا توڑنا اللہ تعالیٰ کے واسطے نہ ہوتا نفس کے واسطے ہوتا۔ اور میں نے یہ گوارا نہ کیا کہ جو کام اللہ کے واسطے کیا جائے اس میں نفس کی آمیزش ہو اس لئے دسویں مٹکے کو چھوڑ دیا۔ یہ ویسا ہی قصہ ہوا جیسا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ مثنوی میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ معرکۂ جہاد میں ایک یہودی کو پچھاڑ لیا اور سینہ پر بیٹھ کر ذبح کرنا چاہا۔ یہودی نے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر تھوک دیا تو فوراً چھوڑ کر کھڑے ہو گئے مولانا فرماتے ہیں۔

---

① ''جو کوئی کسی برائی کو دیکھے تو اپنے ہاتھ سے مٹا دے یا زبان سے یا دل سے'' الصحیح المسلم: ۶۹، سنن الترمذی ۲۱۷۳، سنن النسائی ۲۲، مشکوۃ: ۵۱۳۷ کنز العمال: ۵۵۲۴

او خود انداخت ب روئے علیؓ افتخار ہر ہر نبی و ہر ولی①

بعض لوگوں نے اس شعر کو الحاقی کہا ہے کہ یہ کسی شیعی نے مثنوی میں بڑھا دیا ہے کیونکہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افتخار ہر نبی کہا ہے مگر یہ خیال غلط ہے کیونکہ فخر ہمیشہ چھوٹوں ہی کو بڑوں پر نہیں ہوتا کبھی بڑوں کو بھی چھوٹوں پر فخر ہوتا ہے کہ دیکھو یہ ہمارا لڑکا کیسا لائق ہے حدیث میں بھی تو ہے تزوجوا لودود الولود فانی اباھی بکم الامم② حضور ہمارے او پر فخر کریں گے ویسا ہی افتخار یہاں مراد ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ یہودی کو چھوڑ کر الگ ہو گئے تو اس نے سوال کیا کہ حضرت دشمن پر قابو پا کر اور اس کی گستاخی دیکھ کر چھوڑ دینا تعجب خیز ہے۔ فرمایا گستاخی کی وجہ سے چھوڑ دیا کیونکہ اس سے پہلے تو میں اللہ کے واسطے مار رہا تھا۔ اور گستاخی کے بعد نفس کو ہیجان اور جوش انتقام ہوا اب میرا تجھے مارنا خالص اللہ کے واسطے نہ ہوتا۔ بلکہ اس میں شفا غیظ نفس بھی شامل ہوتا۔ اس کو میں نے گوارا نہ کیا۔ کیونکہ یہ شان اخلاص کے خلاف تھا۔ یہ سنتے ہی یہودی ایمان لے آیا۔ صاحبو! ہمارے امر بالمعروف میں اثر نہ ہونے کی یہ بھی وجہ ہے کہ ہمارے اندر خلوص نہیں ۔ ہمارے سب وعظ و نصائح اپنی بڑائی ظاہر کرنے کیلئے ہوتے ہیں۔ ورنہ اخلاص ہو تو ضرور اثر ہو۔ چنانچہ شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ پر یا تو خلیفہ کو غصہ آرہا تھا۔ اور دربار میں سناٹا چھایا ہوا تھا کہ دیکھئے اب شیخ کے لئے کیا حکم صادر ہوتا ہے۔ مگر دسویں مٹکے کے چھوڑنے کی وجہ جب معلوم ہوئی تو خلیفہ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اخلاص کا اثر ہوا۔ اور کہا جاؤ ہم نے آج سے تم کو باقاعدہ محتسب بنایا تم بازاروں اور کوچوں میں خلاف شرع کام کرنے والوں کو سزا دیا کرو۔ جس کو ایسی ہمت اور خطرات کے تحمل کی طاقت

---

① ''اس نے تھوک ڈالا حضرت علیؓ کے چہرہ مبارک پر جو ہر نبی اور ولی کے افتخار ہیں'' ② ''ایسی عورتوں سے شادی کرو جن کے بچے زیادہ ہوں کیونکہ تمہاری کثرت کی بنا پر میں دیگر امتوں پر فخر کروں گا'' سنن ابی داؤد: ۲۰۵۰، سنن النسائی کتاب النکاح ب:۱۱، سنن ابن ماجۃ :۱۸۴۶

ہو اس کو تو سکوت جائز نہیں اور جس کو تحمل نہ ہو اسے سکوت جائز ہے۔ مگر جو واقعہ یہاں ہوا ہے اس میں سکوت کی اجازت کسی کو نہ تھی کیونکہ حق کے ظاہر کرنے میں کوئی خطرہ نہ تھا۔ یہ اور بات ہے کہ بعض کو ضعف طبیعت کی وجہ سے سکوت کرنے میں گناہ کم ہوا ہو۔ مگر گناہ سے وہ بھی نہیں بچے۔ یہ کتنا بڑا ضرر ہوا۔ دو شخصوں کے باہمی فساد سے۔

مقدمہ بازی

پھر بعض دفعہ اس فساد میں مقدمہ بازی کی نوبت آتی ہے جس میں وکلاء سے مشورہ لیا جاتا ہے وکلاء ہر طرح کے ہوتے ہیں بعضے جھوٹے مقدموں کو بھی لے لیتے ہیں اور مکر و فریب کی تدبیریں بتلا کر اس کو چلاتے ہیں۔

ایمان فروشی

میں کیا کہوں آجکل تو بعضے علماء بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ الموڑہ میں ایک عورت نے ایک عالم سے پوچھا کہ کوئی صورت ایسی بھی ہے کہ شوہر سے بدوں طلاق کے علیحدگی ہو جائے۔ وہ عورت اپنے کسی آشنا سے نکاح کرنا چاہتی تھی اور شوہر طلاق نہ دیتا تھا تو اس ظالم نے کہا ہاں ایک صورت ہے کہ تو کافر ہو جا (نعوذ باللہ منہ) کفر سے بدوں طلاق ہی کے نکاح ٹوٹ جائے گا۔ پھر بعد عدت کے مسلمان ہو جانا اور جس سے چاہے نکاح کر لینا۔ مگر اس کمبخت نے کفر خرید کر بھی مسئلہ ناتمام بتلایا کیونکہ یہ تو مسئلہ ہے کہ ارتداد سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی حاکم اسلام کو یہ حکم بھی ہے کہ اس عورت کو اسلام پر اور اسی پہلے مرد سے نکاح کرنے پر مجبور کرے۔ ارتداد کے بعد یہ عورت مرتدہ کسی اور مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔ اس پر شاید یہ شبہ ہو کہ جبر سے نکاح کیونکر ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح اور طلاق جبر سے بھی صحیح ہو جاتا ہے مگر اس کا استعمال ضرورت کے

موقعہ ہی پر جائز ہے بلاضرورت جبر سے نکاح کرنا اور طلاق دلوانا گناہ ہے باقی اس کا انتظام حکومت کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے ۔ جہاں بضرورت جبر ہوا ہوگا اس کو حاکم اسلام باقی رکھے گا۔ اور جہاں بلاضرورت جبر ہوا ہوگا اس کو نکاح کی صورت میں تو فسخ کرا دیگا۔ اور طلاق کی صورت میں جبر کرنیوالوں کو سزا دیگا مگر طلاق کو باطل نہ کریگا۔

زبردستی کئے گئے نکاح اور طلاق کا حکم

اور گو یہ مسئلہ کہ جبر سے نکاح وطلاق نافذ ہو جاتا ہے ظاہر کرنے کا نہ تھا مگر میں نے اس لئے ظاہر کر دیا کہ شریعت پر تنگی کا شبہ نہ ہو کیونکہ بعض دفعہ واقعی جبر کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً ایک لڑکی نکاح نہیں کرتی جب اس سے نکاح کو کہتے ہیں انکار کر دیتی ہے اور اس کی حالت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بدوں نکاح کے عفت کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتی ۔ اس صورت میں جائز ہے کہ جبراً کسی سے اس کا نکاح کر دیا جائے اور مجبور کر کے اس کی زبان سے ایجاب وقبول کرا لیا جائے ایسے ہی کوئی شخص نامرد ہے اور بیوی کو طلاق نہیں دیتا یا بازاری عورتوں سے خراب ہے اور بیوی کی خبر نہیں لیتا نہ اس کو نان ونفقہ دیتا ہے اس صورت میں اگر کہیں حاکم اسلام ہو تو اس سے مرافعہ کیا جائے اور اگر حاکم اسلام نہ ہو تو طلاق جبر سے لے سکتے ہیں کہ دو چار آدمی جنگل میں لے جا کر اس کو دھمکاویں اور طلاق کا لفظ زبان سے نکلوا دیں اگر نکاح وطلاق میں جبر کی گنجائش نہ ہوتی تو ان واقعات میں لوگوں کو شریعت پر تنگی کا شبہ ہوتا۔ اسی طرح اگر کوئی عورت نکاح توڑنے کیلئے مرتد ہو جائے اس کو اسلام پر مجبور کر کے پہلے ہی شوہر کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے گا وہ کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی پس اس عالم کا یہ کہنا غلط تھا کہ کفر کے بعد تو جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے وہ مولوی تو فوراً ہی کافر ہو گیا کیونکہ رضا بالکفر کفر

ہے خواہ اپنے کفر سے رضا ہو یا غیر کے کفر سے۔

کفر کو پسند کرنا بھی کفر ہے

یعنی اگر کوئی شخص اپنے لئے کفر کو پسند نہ کرے مگر دوسرے کے کافر ہونے سے راضی ہوتو خواہ دوسرا کافر ہو یا نہ ہومگر یہ راضی ہونے والا فوراً ہی کافر ہو گیا اگر اسلامی حکومت ہوتی اور مولوی صاحب اپنے اس فعل پر مقر ہوتے تو ان مولوی صاحب کو قتل کیا جاتا کیونکہ مرد کو ارتداد کے بعد زندہ نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ اگر وہ دوبارہ اسلام لے آئے فبہا ورنہ تین دن کے بعد قتل کر دیا جاتا ہے۔مگر عورت ارتداد کے بعد قتل نہیں کی جاتی ۔ بلکہ اس کو قید میں رکھ کر اسلام لانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

دیکھئے یہ عورتوں کی کتنی رعایت ہے لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کی رعایت نہیں بالکل غلط ہے اسلام سے زیادہ کسی مذہب میں بھی عورتوں کی رعایت نہیں ہاں اسلام نے عورتوں کو ایسی آزادی نہیں دی کہ جہاں چاہیں اور جس کے ساتھ چاہیں چلی جائیں اور نہ ان کو سب باتوں میں مردوں کے برابر کیا ہے یورپ کو حریت و مساوات کا بڑا دعویٰ ہے مگر پارلیمنٹ میں عورتوں کو کیوں نہ داخل کرلیا۔اب وہ مساوات حریت کہاں جاتی رہی تو اسلام میں عورتوں کو بیہودہ آزادی تو نہیں دی گئی باقی ان کی رعایت اور حقوق کی نگہداشت بہت کی گئی ہے۔

ایمان فروشی

ایک اور مولوی صاحب کا قصہ ہے کہ اس نے ساس کو حلال کر دیا تھا۔ کسی شخص نے ایک عورت سے شادی کی تھی پھر ساس پر دل آ گیا۔تو ایک غیر مقلد عالم کے پاس گیا اور کہا مولوی صاحب کوئی صورت ایسی بھی ہے کہ ساس سے نکاح حلال ہو جائے کہا ہاں ! بتلا کیا دیگا اس نے کچھ سو دو سو روپے دینا چاہے کہا اتنے میں

یہ فتویٰ نہیں لکھ سکتا۔ واقعی ایمان فروشی بھی کرے تو دنیا کچھ تو ہو۔ غرض ہزار پر معاملہ طے ہوا اور فتویٰ لکھا گیا۔ وہ فتویٰ میں نے بھی دیکھا ہے۔ اسمیں لکھا تھا کہ ’’ساس بیشک حرام ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ساس کسے کہتے ہیں۔ ساس کہتے ہیں منکوحہ کی ماں کو اور منکوحہ وہ ہے جس سے نکاح صحیح منعقد ہوا ہو۔ اور اس شخص کی عورت چونکہ جاہل ہے اور جاہل عورتوں کی زبان سے اکثر کلمات کفریہ نکل جاتے ہیں اس لئے ضرور ہے کہ اس کے منہ سے بھی کوئی کلمہ کفر نکلا ہوگا اور نکاح کے وقت اس کو کلمے پڑھائے نہیں گئے۔ اس لئے یہ مرتدہ ہے اور مرتدہ کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہوتا لہٰذا یہ عورت منکوحہ نہیں ہے تو اس کی ماں ساس بھی نہیں۔ پس اس کی ماں سے نکاح درست ہے‘‘۔ رہا یہ کہ وہ منکوحہ کی ماں نہیں تو موطوہ① کی ماں تو ہے جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حرمت مصاہرت کا مسئلہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہادی مسئلہ ہے جو ہم پر حجت نہیں۔ حرمت مصاہرت کو اس نے غیر مقلدی کی مد میں اڑا دیا۔ اور ساس کو منکوحہ کی تکفیر سے اڑا دیا اور یہ سب ترکیبیں ہزار روپے نے سکھلائیں۔

وکلاء کا کردار

جب علماء میں بھی ایسے ایسے موجود ہیں تو بیچارے دنیا دار وکلاء کا تو کام ہی ہے چھٹے بٹے لڑانا ان سے تو کوئی بات بھی بعید نہیں اگر وہ ایسے اختلاف کے وقت کہ مرد وعورت میں نزاع ہو اور وہ عورت کو مرد کے قبضہ سے نکلنے کیلئے عیسائیت کا مشورہ دیدیں تو کیا بعید ہے۔ یہ سب نتیجہ اسی فساد کا ہے جس نے عداوت سے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ دین ہی اڑ گیا۔

دیکھئے اب تحلق الدین② ہو گیا کہ نہیں! اس شخص پر کفر تو اسی وقت سے لکھا گیا جب سے اس نے ارادہ کیا مگر اب بھی رحمت کا دروازہ بند نہیں اگر اس

① جس سے اس نے وطی کی ہے ② دین مونڈا گیا کہ نہیں۔

کا پھر اسلام کا ارادہ ہو جائے تو پھر اسلام قبول ہے

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ گر کافر و گبرو بت پرستی باز آ
ایں در گہہ ما در گہہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ①

صدق توبہ

اگر کوئی شخص ہزار دفعہ بھی کافر ہو اور پھر صدق دل سے اسلام لانا چاہے تو حق تعالیٰ ایسے کریم ہیں کہ پھر قبول کرنے کو تیار ہیں اللہ اللہ ایسا رحیم ان کے سوا کون ہے۔ پس اگر کسی سے کوئی کفر کا کلمہ صادر ہوا ہو یا ایسا ارادہ ہوا ہو تو وہ پھر سچے دل سے اسلام لے آئے تو حق تعالیٰ کے یہاں قبول ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بار بار کفر کرنے کے بعد پھر اسلام قبول نہیں یہ غلط ہے۔ ایک صاحب نے میرے سامنے دعویٰ کیا کہ تین مرتبہ کفر کر کے پھر اسلام قبول نہیں ہوتا۔ اور دلیل میں یہ آیت پڑھی إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ ثُمَّ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ ثُمَّ ٱزْدَادُوا۟ كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ ٱللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًۢا② میں نے کہا بندہ خدا! بیچ میں ثُمَّ ٱزْدَادُوا۟ كُفْرًا بھی تو ہے۔ (بلا شبہ جو لوگ (پہلے تو) مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے اور اس بار بھی اسلام پر قائم نہ رہے ورنہ پہلی بار کا اسلام سے پھر جانا معاف ہو جاتا بلکہ اس بار پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے یعنی مرتے دم تک کفر پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو بہشت کا رستہ دکھائیں گے)

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بار بار ایمان لاتے ہیں اور پھر کافر ہوتے ہیں

---

① ”تو جیسا بھی گناہگار ہے اپنے گناہ سے باز آ جا اگرچہ تیرا گناہ کفر اور آتش پرستی و بت پرستی ہی ہو ہمارا دربار مایوسی اور ناامیدی کا دربار نہیں ہے۔ سو دفعہ بھی اگر تو نے توبہ توڑ دی ہو تو پھر بھی توبہ کر لے“ ② ”بلاشبہ جو جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو (منزل مقصود یعنی بہشت کا) راستہ دکھلائیں گے“۔ سورۃ النساء: ۱۳۷

پھر کفر ہی میں بڑھتے چلے جاتے ہیں یعنی اخیر انجام کفر ہی ہے ان کی مغفرت نہ ہوگی اور اگر اخیر انجام اسلام پر ہے تو قبول ہے اور اس کی دلیل دوسری آیات ہیں جن میں ''فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ'' آیا ہے اور موت علی الکفر پر حبط اعمال وغیرہ کو مرتب فرمایا ہے اگر کفر پر موت نہ ہو۔ بلکہ موت سے پہلے ہزار برس کا کافر اسلام لانا چاہے تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں لبیک آجاؤ ان کی شان یہ ہے کہ نہ آنے والے کو آنے سے روکیں نہ جانے والے کو جانے سے روکیں کہ تو کیوں جاتا ہے بس

ہر کہ خواہد گو بیاؤ ہر کہ خواہد گو برو
دار و گیر و حاجب و در باں دریں درگاہ نیست ①

چاہے کتنا ہی بڑا عابد ہو اگر جانا چاہے تو فوراً نکال دیتے ہیں شیطان کتنا بڑا عابد تھا مگر ایک دفعہ اس نے جرأت کی تھی تو خود ہی فرما دیا ''اخْرُجْ فَإِنَّكَ رَجِيمٌ'' دور ہو نالائق! تو مردود ہے۔ اور کتنا ہی بڑا کافر ہو اگر ان کے پاس آنا چاہے تو فوراً دربار میں لے لینے کو تیار ہیں۔ اس لئے نہ عبادات پر مغرور ہو نہ معاصی سے مایوس ہو۔ اگر کسی سے خطا ہو گئی ہو فوراً توبہ کر لے حق تعالیٰ معاف فرمادیں گے پھر گناہ یا کفر کی بھی حالتیں مختلف ہیں۔ بعضے تو ایسے ہیں جن کی زبان سے کلمہ کفر نکل جاتا ہے اور وہ جانتے بھی نہیں کہ اس سے کفر ہو گیا۔ اور بعضے ایسے ہیں کہ جانتے ہیں اور پھر بھی ایسے کلمات بک دیتے ہیں یہ پہلے سے بھی اشد ہے چنانچہ ہمارے قصبہ میں ایک صاحب نے کہا کہ اگر اسلام میں یہ مسئلہ ہے تو ایسے اسلام کو سلام ہے (نعوذ باللہ) کتنا سخت کلمہ ہے اس کے کفر ہونے میں کسی کو شبہ ہو سکتا ہے۔

① ''جو آنا چاہے آجائے جو جانا چاہئے چلا جائے اس دربان میں چوبدار، چوکیدار اور دار و گیر نہیں ہے''

اسی طرح ایک دفعہ تھانہ بھون میں ایک انگریز میرے پاس مسلمان ہونے کو آیا تھا اتفاق سے اس وقت سفر میں تھا۔ وہ بستی میں ایک صاحب کے یہاں ٹھہر گیا تو ایک اور مسلمان صاحب اس سے ملنے آئے اور پوچھا کہ آپ کس ارادہ سے آئے ہیں کہا میں اسلام لانا چاہتا ہوں مگر مجھے چند شبہات ہیں جن کو فلاں شخص سے (میرا نام لیا) حل کرنا چاہتا ہوں تو وہ مسلمان صاحب کہتے ہیں کہ آپ مسلمان ہو کر کیا کریں گے بس ایک بدمعاش کا اور اضافہ ہو جائے گا (نعوذ باللہ نعوذ باللہ) اس کے تو یہ معنی ہیں کہ نعوذ باللہ مسلمان سب کے سب بدمعاش ہیں اور جو کوئی اسلام لاتا ہے وہ بدمعاشوں میں اضافہ کرتا ہے۔ اور یہ قول کسی رند کا نہیں۔ بلکہ ایسے شخص کی زبان سے نکلا ہے جن کی داڑھی بھی بڑی ہے۔

واللہ! بعضے رندان لوگوں سے ہزار درجہ اچھے ہیں جن کی ظاہری وضع تو نیکوں کی سی اور دل کی یہ حالت بس ان کی وہی حالت ہے۔

از بروں چوں گور کافر پر حلل
واندروں قہر خدائے عزوجل ①

ہمارے قصبہ میں ایسے ایسے تبرکات بھی ہیں سارے عقلاء ہی نہیں ہیں جیسے کابل میں گھوڑے ہی گھوڑے نہیں ہیں بلکہ گدھے بھی ہیں۔ اس پر ایک لطیفہ یاد آیا ہمارے قرب وجوار میں ایک قصبہ ہے جہاں کے آدمی بھولے زیادہ ہیں کسی نے اس قصبہ کا نام لے کر کہا کہ وہاں گدھیاں بہت ہیں تو اس قصبہ کے ایک رہنے والے فوراً فرماتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے وہاں تو سب گدھے ہی ہیں اس پر سب لوگ ہنس پڑے۔

---

① ''کافر کی قبر کی طرح باہر سے شاندار ہے اور اندر خدائے عزوجل کا قہر ہے''

اچھے گنہگار

میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر معاصی یا کفریات کا صدور ہو جاوے اور کوئی توبہ کرے تو پھر غنیمت ہے۔ یہاں یعنی مقام وعظ میں ایک اتفاق کا بھی قصہ ہوا تھا اس میں بھی بعض لوگوں سے غلطی ہوئی تھی مگر اس وقت بھی لوگ مسئلہ پوچھنے آئے تھے کہ ہماری زبان سے یہ کلمات نکلے ہیں ان کا کیا حکم ہے گنہگار یہاں بھی ہیں۔ مگر یہاں کے گنہگار ہمارے قصبہ کے گنہگاروں سے اچھے ہیں کیونکہ یہ لوگ گناہ کر کے توبہ کر لیتے ہیں اور وہ توبہ بھی نہیں کرتے اور حدیث میں ہے کلکم خطاون وخیر الخطائین التوابون میں تو کہا کرتا ہوں کہ تم شیخ زادہ نہیں ہو بلکہ شیخ سے زیادہ ہو۔ یہاں کے لوگ گو دنیا کے معاملہ میں کتنا ہی دماغ کریں (آخر تو پٹھان ہیں) مگر دین کے معاملہ میں اینٹھ مروڑ نہیں کرتے۔ بلکہ حکم شرع معلوم ہوتے ہی فوراً جھک جاتے ہیں اور ہمارے قصبہ والے اول تو پوچھتے ہی نہیں اور اگر کبھی بے پوچھے ہی معلوم ہو گیا کہ شریعت کا یہ حکم ہے تو اس کے سامنے گردن نہیں جھکاتے بلکہ مسائل میں اپنی رائیں ٹھونسنے لگتے ہیں۔

جلال آباد والوں کی دین کے معاملہ میں ایک تواضع یہ بھی ہے کہ یہاں عیدین میں اب تک ہمارے ہی یہاں سے امام بھی آتے ہیں گو ہم اقتدار کے بھی قابل نہیں ہیں مگر خطیبوں اور قاضیوں کی اولاد میں ہیں اس لئے امام بنے ہوئے ہیں اور یہ جلال آباد والوں کی اہمیت ہے کہ اب تک اس بات کو نباہ رہے ہیں۔

میراث امامت

اور یہ ان کی تو خوبی ہے مگر ہم لوگوں کیلئے جن کو وہ امام قرار دے رہے ہیں ایک بدنما عیب ہے کیونکہ ہم امامت میں میراث جاری کرتے ہیں اور آجکل یہ مصیبت عام ہو رہی ہے کہ قضا اور خطابت میں بھی میراث چلنے لگی کہ قاضی کی اولاد

قاضی اور خطیب کی اولاد خطیب چاہے علم اور دین سے کورے ہی ہوں۔

گنگوہ میں ایک جاہل قاضی تھے انہوں نے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل اتارنا چاہی۔ مولانا کی عادت تھی کہ عیدین کے خطبہ میں کچھ مسائل صدقہ فطر و قربانی کے متعلق بیان فرمادیا کرتے تھے قاضی صاحب نے سوچا کہ ہم مولانا سے کسی بات میں کم کیوں رہیں ہم بھی مسئلے بیان کریں گے تو آپ نے مسئلہ بیان کیا کہ قربانی میں گائے پورے سال بھر کی ہونا چاہیے اور نہ معلوم کیا گڑبڑ کی۔ لوگ ہنس پڑے کہ جاہل کو مسائل تو معلوم نہیں اور مولانا کی ریس کرتا ہے۔ مگر اس پر بھی وہ قاضی بنے ہوئے تھے کیونکہ قاضی کی اولاد میں تھے حیرت ہے کہ ان باتوں میں تو میراث چلتی ہے اور اس میں میراث نہیں چلتی کہ باپ لنگڑا ہو تو بیٹا بھی لنگڑا ہو اور اگر صحیح سالم ہو تو لنگڑا بن جایا کرے کیونکہ لنگڑے کی اولاد میں ہے اور اگر باپ آنکھوں کے حافظ جی ہوں تو لڑکا بھی حافظ ہو یعنی اندھا۔ کیونکہ عرف میں ہر اندھے کو حافظ ہی کہتے ہیں۔

رڑکی میں ایک مستری حافظ تھا۔ وہ ایک دفعہ بازار میں جارہا تھا تو ایک بنئے نے پکارا جی ہاپج جی (حافظ جی) یہاں آئیو۔ دوسرے بنئے نے کہا کہ اس کو تو دیکھے ہے اس نے جواب دیا یہ اوسا ہاپج نہیں① یہ کران کا ہاپج ہے (یعنی ویسا حافظ نہیں جیسا تم سمجھے بلکہ قرآن کا حافظ ہے ۱۲) میں نے اسی وقت اس اصطلاح کو استعمال کیا ہے تو چاہیے کہ کسی کا باپ اندھا کانا ہو تو اولاد بھی آنکھیں پھوڑ لیا کرے تاکہ میراث باقی رہے مگر ان باتوں میں کوئی میراث کا دعویٰ نہیں کرتا۔ ہاں قضا اور خطابت میں میراث چلتی ہے۔

① یہ ویسا حافظ نہیں یعنی اندھا نہیں بلکہ قرآن کریم کا حافظ ہے

مشیخت کی میراث

اسی طرح آج کل سجادہ نشینی بھی میراث ہوگئی ہے چاہے گدی پر گدھے ہی بیٹھیں۔ اور تماشا ہے کہ کبھی تو مشائخ مریدوں کے سر پر خلافت کی پگڑی باندھتے تھے۔ آج کل مرید مشائخ کو خلافت کی پگڑی دیتے ہیں کہ جہاں پیر کا انتقال ہوا اور مریدوں نے اس کے بیٹے کو گدی پر بٹھلا کر خلافت کی دستار دیدی بس اب وہ سب کے پیر ہو گئے۔

ہمارے حاجی صاحب نے اس گدی نشینی کی رسم کو بالکل مٹا دیا۔ چنانچہ حاجی صاحب کی گدی پر کوئی نہیں ہے بلکہ ان کی گدی ایک گنگوہ میں تھی ایک دیوبند میں تھی (یعنی مولانا محمد قاسم صاحب) اور ایک کہیں ایک کہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں زیادہ شان ہے کہ ایک شخص کی گدیاں جا بجا ہوں۔ یہ کچھ نہیں کہ ایک ہی گدی ہو۔

سو خوب سمجھ لو کہ یہ چیزیں میراث کا محل نہیں مجھ سے میرے قصبہ والوں نے ایک بار جمعہ کی مستقل امامت قبول کرنے کیلئے کہا تھا تو میں نے چند شرطوں کے بعد قبول کیا تھا۔ ایک یہ کہ امامت میرا حق نہ ہوگی۔ دوسرے میں پابند نہ ہوں گا۔ جب چاہوں گا چھوڑ دوں گا اس کے بعد میں نے اعلان کر دیا کہ میں لوگوں کے اصرار سے امامت کرتا ہوں اور صاف کہتا ہوں کہ یہ میرا حق نہ ہوگا نہ اس میں وراثت چلے گی اور جس وقت کسی ایک شخص کو بھی میری امامت ناگوار ہو چاہے وہ جولاہا یا قصائی ہی کیوں نہ ہو وہ ڈاک میں ایک کارڈ پر اتنا لکھ کر میرے نام ڈال دے کہ ہم کو تیری امامت ناگوار ہے بس قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک جولاہا بھی منع کر دیگا تو اسی روز سے امامت چھوڑ دوں گا۔

یہ انتظام کر کے پھر میں نے امامت کی کیونکہ اب وراثت کا خطرہ نہ رہا

تھا پھر کچھ دنوں کے بعد میں نے خود ہی چھوڑ دی۔ غرض آجکل امامت کی طرح گدی نشینی بھی میراث ہوگئی ہے اور بعض لوگ ایسی گدی کی تعظیم کرتے ہیں۔ یوں سمجھتے ہیں کہ بس اسی میں سب کچھ ہے یہ سب رسم پرستی ہے ان لوگوں میں ایک اور رسم دیکھی گئی کہ گدی نشینی کے بعد خانقاہ سے باہر نہیں نکلتے۔ میں بھاگل پور گیا تو ایک سجادہ نشین کی نسبت سنا کہ وہ چالیس سال سے خانقاہ سے علیحدہ نہیں ہوئے اور ان کے مرید اس بات کو فخر کے طور پر بیان کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ کیا وہ مستورات ہیں۔ مرد تو وہ ہے جو شمشیر برہنہ لئے پھرے۔ ایک جگہ جم کر بیٹھ جانا مردانگی نہیں البتہ کوئی معذور ہو یا کوئی ضروری مصلحت مقتضی ہو تو اور بات ہے۔ پھر اس التزام کے بعد اگر کبھی سجادہ صاحب کی عدالت میں طلبی ہوگئی تو اس کی کوششیں کی جاتی ہیں کہ کسی طرح سجادہ صاحب کو حاضریٔ عدالت سے مستثنیٰ کرایا جائے کیونکہ آجکل کے مشائخ عدالت کی حاضری کو بھی عیب سمجھتے ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس میں عیب یا ذلت کی کیا بات ہے؟ کانپور میں ایک مقدمہ چل رہا تھا کسی طرح طے ہی نہ ہوتا تھا۔ حاکم نے کہا کہ بہتر یہ ہے تم کسی کو حکم بنا کر فیصلہ کرا لو پھر اس فیصلہ کو عدالت کی طرف سے نافذ کر دیا جائیگا۔ فریقین حکم بنانے پر راضی ہو گئے اس کے بعد عدالت کی طرف سے کئی علماء کا نام لیا گیا۔ مگر کسی پر دونوں فریق کا اتفاق نہ ہوا پھر میرا نام لیا گیا تو دونوں راضی ہو گئے۔ بالآخر میرے نام سمن آیا۔ اور مجھے شہادت کے لئے عدالت میں بلایا گیا تو اس وقت بعض دوستوں کا یہ خیال تھا کہ عدالت میں جانا ذلت ہے میں نے کہا اس میں ذلت کی کیا بات ہے۔ بلکہ یہ تو عزت کی بات ہے کہ ہماری شہادت پر ایک مقدمہ کا فیصلہ ہوگا۔ چنانچہ میں گیا اور میرا بیان ہوا اور میری شہادت پر اٹھارہ سال کا مقدمہ طے ہو گیا۔

اسی طرح ایک دفعہ میں بریلی گیا تو وہاں کے جنٹ نے مجھ سے ملنے کا

اشتیاق ظاہر کیا۔ کیونکہ اس کو اہل علم سے ملنے کا شوق تھا۔ اس وقت بھی بعض دوستوں کی یہ رائے تھی کہ جنٹ صاحب مکان پر آئیں اس میں عزت ہے اور خود جانے میں ذلت ہے مگر میں نے سوچا کہ اگر وہ یہاں آیا تو ہم کو اس کی تعظیم و استقبال کرنا پڑے گا اور اگر میں جاؤں گا تو وہ میری تعظیم و استقبال کریگا پھر میں خود گیا اور جنٹ نے نہایت عزت سے تعظیم و استقبال کیا۔ یہ جواب تو دوستوں کے مذاق پر تھا ورنہ اصل بات یہ ہے کہ خدا نے ان کو حکومت دی ہے ہمارے او پر حاکم بنایا ہے مجھے شرم آتی ہے کہ حاکم کو محکوم بناؤں اور اس کو اپنے یہاں بلاؤں ۔ جب خدا نے ایک شخص کو ہم پر حاکم بنایا ہے تو ادب تکوین کا مقتضا یہ ہے کہ ہم اس کے ساتھ وہی معاملہ کریں جو محکوم کو حاکم کے ساتھ کرنا چاہیے اس لئے جب کوئی حاکم مجھ سے ملنا چاہتا ہے تو میں خود جانا پسند کرتا ہوں ۔ مگر آجکل رسم کا غلبہ ہے لوگ اس کو ذلت سمجھتے ہیں۔

اصل مضمون گدی نشینی اور قضا میں میراث چلنے کے متعلق تھا۔ اس کی ایک خرابی یہ ہے کہ ہندور یاست میں ایک مقام پر کوئی قاضی صاحب ایک بنئے کے مقروض ہو گئے اس نے نالش ① کر دی تو جہاں قاضی صاحب کی زمین وغیرہ قرق ② ہوئی وہاں خطابت کی آمدنی بھی قرق ہوگئی کیونکہ عید بقرعید کو قاضی صاحب کی آمدنی ہوتی تھی۔ راوی کہتے تھے کہ انہوں نے ایک سال یہ دیکھا کہ سب لوگ کپڑے بدل بدل کر عید گاہ میں پہنچتے رہے اور امام صاحب کے منتظر ہیں ۔ تھوڑی دیر میں دیکھا کہ ایک لالہ صاحب دھوتی باندھے ہوئے آرہے ہیں۔ اس کے آتے ہی لوگوں میں شور ہوا کہ امام صاحب آگئے ۔ میں بڑا حیران کہ یا اللہ! یہ کیسا امام ہے کیا بنیا عید کی نماز پڑھائے گا۔ اب وہ بنیا آکر سلام کر کے ممبر پر کھڑا ہو گیا اور کہا صاحبو! اجازت ہے لوگوں نے کہا جی ہاں اجازت ہے اس کے بعد اس نے

① مقدمہ دائر کر دیا ② زمین وغیر سرکاری طور پر ضبط کر لی گئی۔

کپڑا بچھا دیا۔ اور لوگوں نے روپیہ پیسہ ڈالنا شروع کیا۔ جب سب دے چکے تو اس نے رقم کو جوڑا اور بہی [1] میں لکھ لیا کہ اس سال عید کو اتنی آمدنی وصول ہوئی پھر پوٹلہ باندھ کر گردن پر رکھا اور کہا صاحبو! اجازت ہے لوگوں نے کہا اجازت ہے وہ سلام کر کے اپنے گھر کو چل دیا۔ اور اس کے بعد لوگ بھی اپنے اپنے گھر چلے گئے نہ نماز تھی نہ خطبہ انہوں نے پوچھا کہ میاں کیا عید کی نماز نہ ہوگی۔ تب لوگوں نے قصہ بیان کیا کہ امام صاحب اس بنئے کے مقروض ہیں۔ عیدین کی آمدنی بھی اس نے قرق کرالی ہے اس لئے امام صاحب کئی سال سے نہیں آتے ہم لوگ بدستور آ جاتے ہیں اور یہ بنیا آمدنی لے جاتا ہے کئی سال سے نماز نہیں ہوتی۔

قضا میں موروثیت

یہ نتیجہ ہے امامت اور قضاء کی مورثیت کا کہ ہندو بھی اس کی آمدنی قرق کرانے لگے۔ ایک خرابی اس مورثیت میں یہ ہے کہ بزرگوں کے نام کی آمدنی رنڈی بھڑوں میں صرف ہوتی ہے۔ ہزاروں اوقاف آجکل برباد ہو رہے ہیں کیونکہ بزرگوں کی خانقاہوں کیلئے جو آمدنی وقف تھی اس گدی نشینی کی وجہ سے ان کی اولاد ہی اس کی متولی ہوتی ہے خواہ وہ لائق ہوں یا نالائق۔ پھر تولیت سے گزر کر ملکیت کا دعویٰ ہونے لگا اور اس طرح ہزاروں اوقاف برباد ہو گئے۔ یہ گفتگو اس پر چلی تھی کہ جلال آباد والوں کو دین کے معاملہ میں تکبر اور اینٹھ مروڑ نہیں ہے۔

ہمارے قصبہ کی یہ حالت نہیں وہاں کے شیخ زادوں کے دماغ بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ اور یہاں یہ خوبی ہے کہ اب تک عید کا امام موروثی چلا آرہا ہے۔ اور جب کوئی واقعہ ہوتا ہے فوراً مسئلہ دریافت کرنے آتے ہیں۔ چنانچہ یہاں ایک واقعہ اس اختلاف سے پہلے اتفاق واتحاد کا بھی ہوا تھا۔ جس کی صورت یہ ہوئی کہ ایک عورت مسلمان ہوئی تھی۔ بعض لوگوں کو اتفاق واتحاد کی وجہ سے اس کے

---

[1] کھاتے میں لکھ لیا۔

خاوند پر رحم آیا کہ بے چارہ اکیلا رہ گیا۔اس لئے یہ چاہا کہ اس کی بیوی اسی کو واپس دیدی جائے۔ گو یہ اتفاق مذموم تھا کیونکہ اس میں ایک مسلمان عورت کو کافر بنایا جاتا ہے مگر پھر بھی مسئلہ پوچھنے تو آئے اور جن لوگوں نے مسلمان عورت کو پہلے خاوند کے سپرد کر دینے کی کوشش کی تھی ۔ چونکہ وہ ظاہر میں ایک مسلمان کے کفر سے راضی تھے اس لئے مسئلہ کی رو سے ان کی تجدید ایمان وتجدید نکاح کی ضرورت ظاہر تھی اور میں نے مسئلہ ظاہر بھی کر دیا مگر چونکہ وہ لوگ حکم شرعی پوچھنے آئے تھے اس لئے ایسے موقع پر میری عادت ہے کہ حتی الامکان اس کی رعایت کرتا ہوں کہ سائل پر سختی اور تنگی نہ ہو کیونکہ تجدید نکاح کو عام لوگ رسوائی سمجھتے ہیں اس لئے میں نے اظہار مسئلہ کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ تجدید ایمان تو علی الاعلان ہونا چاہیے پھر اعلان کیلئے اس کی ضرورت نہیں کہ باقاعدہ کسی کے پاس مسلمان ہونے جاؤ۔ بلکہ دو چار آدمیوں کے سامنے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ زور سے کہہ دینا اور اس اپنی غلطی پر اظہار ندامت کافی ہے اور نکاح کی تجدید میں اعلان عام کی بھی ضرورت نہیں نہ خطبہ کی ضرورت ہے نہ قاضی کی ۔ نہ پانچوں کلموں کی۔ بلکہ کسی خاص مجلس میں دو آدمیوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیا جائے ۔گو آجکل عوام کے خیال میں بدوں خطبہ اور کلموں کے نکاح نہیں ہوتا ۔مگر یہ غلط خیال ہے شرعاً دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کر لینا کافی ہے لیکن یہ غلط عقیدہ عوام میں ایسا رائج ہوا ہے کہ بدوں خطبہ اور کلموں کے نکاح پڑھانے پر ہرگز راضی نہیں ہوتے ۔

ہمارے مدرسہ کانپور میں ایک طالب علم تھے ۔مولوی فصیح الدین ایک دفعہ محلّہ کے لوگوں نے ان سے نکاح پڑھنے کو کہا وہ گئے مگر خطبہ یاد نہ تھا وہ بدوں خطبہ کے ایجاب وقبول کرانے لگے۔لوگوں نے خطبہ کا مطالبہ کیا وہ کہنے لگے خطبہ سنت ہے کوئی شرط نکاح نہیں مگر لوگ ہرگز راضی نہ ہوئے اور کسی مسجد کے ملا سے

نکاح پڑھوالیا جسے خطبہ یاد تھا۔ اس روز سے میں نے جامع العلوم کانپور کے مدرسہ میں یہ قانون کر دیا تھا کہ جب تک طالب علم کو خطبہ نکاح اور ایک خطبہ جمعہ کا اور جنازہ کی نماز اور دعائے قنوت حفظ یاد نہ ہو اس وقت تک داخل نہ کیا جائے۔ کیونکہ گو ان میں بعض باتیں تو زیادہ ضروری نہیں مگر ان کے یاد نہ ہونے سے عوام میں ہنسائی ہوتی ہے۔ بعض جگہ نکاح کے وقت پانچوں کلمے پڑھائے جاتے ہیں اگر کسی دولہا کو یاد نہ ہوں تو بڑی رسوائی ہوتی ہے۔

چنانچہ میرٹھ میں ایک لوہار کے لڑکے کا نکاح ہونے والا تھا اور اس کو سب کلمے یاد نہ تھے وہ بڑے پریشان ہوئے ایک مختار صاحب اس کے دوست تھے ان سے کہا کہ میں اس پریشانی میں گرفتار ہوں مختار صاحب نے کہا کہ اس کی کچھ ضرورت نہیں بے فکر رہو کہا یہ تو درست ہے مگر جب قاضی کلمے پڑھوائے گا اس وقت رسوائی تو ہوگی کہا میں قاضی کا ایسا علاج کروں گا کہ وہ بھی یاد رکھیں گے۔ چنانچہ نکاح کے وقت جب قاضی صاحب نے دولہا سے کلمے پڑھنے کو کہا تو مختار صاحب بولے کہ قاضی صاحب بہتر یہ ہے کہ آپ خود پڑھتے جائیں اور ساتھ میں یہ بھی کہتے جائیں کیونکہ کلمہ کا معاملہ ہے کہیں ان میں غلطی کرنے سے کفر وغیرہ نہ ہو جائے۔ وہاں قاضی صاحب بھی کورے تھے ان کو بھی کلمے یاد نہ تھے۔ کیونکہ ہمیشہ یہی ہوتا تھا کہ دولہا پہلے سے کلمے یاد کر کے آتا اور قاضی صاحب کے کہنے سے پڑھ دیا کرتا تھا کبھی ان کو خود پڑھنے پڑھانے کی نوبت نہ آئی تھی۔ اس لئے بے فکر تھے کہ مجھے یاد کرنے کی کیا ضرورت ہے غالباً مختار صاحب کو یہ راز معلوم ہوگا اس لئے انہوں نے یہ چال چلی۔ اب قاضی صاحب بڑے گھبرائے کہ آج تو میں بری طرح پھنسا کہنے لگے کہ پھر کلموں کی ضرورت ہی کیا ہے مختار صاحب نے اصرار شروع کیا کہ نہیں صاحب ہمیشہ سے بزرگوں کا یہی دستور چلا آرہا ہے کلمے ضرور

پڑھائیے۔

اب قاضی صاحب تو ٹالنا چاہتے اور یہ اصرار کرتے۔ آخر کار ایک ہی کلمہ پڑھا کر قاضی صاحب نے خطبہ شروع کر دیا۔ اور نکاح پڑھ کر وہاں سے جلدی سے بھاگے کہ مبادا یہاں اعتراض ہونے لگے۔ غرض نکاح میں اعلان تو قاضی کے بلانے اور خطبہ پڑھنے اور کلمہ پڑھنے سے ہوتا ہے اور اگر یہ قیود نہ ہوں تو پھر چپکے سے دو آدمیوں کے سامنے بھی نکاح ہوسکتا ہے اس لئے میں نے کہہ دیا کہ قاضی اور چھواروں اور خطبہ اور کلمہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ خفیہ طور پر دو آدمیوں کے سامنے نکاح کی تجدید کر لی جائے اور یہ میں نے اسلئے کہہ دیا کہ بعض دفعہ تجدید نکاح سے ہنسائی ہوتی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ دیکھو یہ آج دولہا بنے ہیں کوئی کہتا ہے ان کا نکاح ٹوٹ گیا تھا اس لئے دوبارہ نکاح جوڑا گیا۔ پھر عورتیں الگ بیوی پر ہنستی ہیں کہ دیکھو بڑھاپے میں یہ دولہن بنی ہیں کوئی کہتی ہے کہ لال جوڑا تو پہن لیا ہوتا۔ مہندی تو لگالی ہوتی۔

سید حسن رسول نما کی کرامت

اس ہنسائی پر مجھے ایک حکایت یاد آئی دہلی میں ایک بزرگ تھے سید حسن رسول نما ان کی یہ کرامت تھی کہ بیداری میں جس کو چاہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیا کرتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ قید بھی تھی کہ دو ہزار روپے لیا کرتے تھے مجھے اول اس سے دنیا طلبی کا شبہ ہوا تھا کہ یہ تو دنیا دار معلوم ہوتے ہیں ۔ پھر یہ خیال ہوتا کہ اگر دنیا دار ہیں تو ان کو اتنی بڑی کرامت کیونکر حاصل ہوگئی مگر

در نیابد حال پختہ ہیچ خام   بس سخن کوتاہ باید والسلام ①

① ''جب خام پختہ کے حال کو نہیں سمجھ سکتا تو تطویل کلام سے کیا فائدہ، سلامتی اسی میں ہے کہ ان فضا میں سے سکوت کیا جائے''

کامل کا حال ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتا۔ پھر یہ شبہ ایک حکایت سے رفع ہوا وہ یہ کہ میں نے حاجی صاحب سے سنا کہ ایک دفعہ ان بزرگ کی بیوی نے درخواست کی کہ تم غیروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کراتے ہو مجھے بھی کرادو۔ میرا تم پر زیادہ حق ہے فرمایا لاؤ دو ہزار روپے۔ کہا میرے پاس دو ہزار روپے کہاں۔ ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ تم مجھ کو دیدو پھر میں تم کو دیدوں گی۔ فرمایا اس سے کیا ہوتا ہے وہ بے چاری مایوس ہونے لگیں تو فرمایا اچھا تمہارے لئے ہم ایک اور صورت نکالتے ہیں وہ یہ کہ تم دولہن بنو۔ کہا بھلا بڑھاپے میں دولہن بنا کر کیا میرا مذاق کروگے فرمایا پھر نہ بنو وہ تم نے ہی درخواست کی تھی ہم نے اس کی آسان ترکیب بتادی اگر تم سے نہیں ہوسکتا نہ کرو جب وہ سمجھ گئیں کہ یہ بدوں اس کے زیارت نہ کرائیں گے تو وہ دلہن بننے پر راضی ہوگئیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر مسلمان کو عشق ہے اور یہ عشق سب کچھ کرادیتا ہے۔

عشق را نازم کہ یوسف را بباز آورد ہمچو صنعا زاہدے راز یر زنار آورد ①

وہ بے چاری بڑھاپے میں دولہن بنیں اور لال جوڑا پہن کر سر سے پیر تک زیور سے آراستہ ہوئیں۔ ہاتھوں کو مہندی لگائی۔ اور دولہن کی طرح سر جھکا کر بیٹھ گئیں جب سب کچھ کر چکیں تو سید صاحب وہاں سے اٹھ کر اپنے سالے کے پاس آئے کہ ذرا یہاں آنا تم کو ایک تماشا دکھاؤں اور گھر میں بلا کر کہا کہ دیکھئے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کو کیا دن لگے ہیں۔ بڑھاپے میں آپ کو دولہن بننے کا شوق ہوا ہے بھائی تو لاحول پڑھ کر چلے گئے بھائی کے دیکھ لینے سے ان بی بی پر اتنا رنج وغم طاری ہوا کہ بے چاری روتے روتے بے ہوش ہونے کے قریب ہوگئیں کہ مجھے کیا خبر تھی کہ یہ میرا فضیحتا ہوگا جب روتے روتے ان کا برا حال ہوگیا تب ان بزرگ نے توجہ کی اور اسی رنج وغم کی حالت میں بی بی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

① ''مجھے عشق پر ناز ہے حضرت یوسف علیہ السلام کو سر بازار لے آیا جیسے زاہد کو زنّار پہنا دیا''

کی زیارت نصیب ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے ان کا رنج وغم سب جاتا رہا۔ اور دل پر سرور کا غلبہ ہوگیا۔ تب بزرگ نے فرمایا کہ بی میں تم سے معافی چاہتا ہوں کہ تم کو مجھ سے تکلیف پہنچی مگر حقیقت یہ ہے کہ میں نے یہ جو کچھ کیا یہ سب تمہاری درخواست پوری کرنے کی تدبیر تھی۔ بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری میں ہوجانا ایک قسم کا کشف ہے اور کشف کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے اور باقاعدہ مجاہدہ کے لئے تو زمانہ دراز چاہیے۔ میں نے سوچا کہ کوئی فوری مجاہدہ ایسا ہونا چاہیے جس سے دل پر گرانی سخت ہو تو میں نے دیکھا کہ مال خرچ کرنے سے دل بہت دکھتا ہے اس لئے میں نے مالی مجاہدہ تجویز کیا اور اس کی مقدار بھی اتنی رکھی ہے جس کا خرچ کرنا ہر شخص کو دکھتا ہے یعنی دو ہزار روپے ① جو شخص اتنی بڑی رقم اپنے ہاتھ سے نکالتا ہے اس کا دل ویسا ہی شکستہ ہوجاتا ہے جیسا کہ باقاعدہ مجاہدہ سے ہوتا ہے اس لئے میں دو ہزار روپے لے کر زیارت کراتا ہوں پھر جب تم نے درخواست کی تو میں نے دیکھا کہ مالی مجاہدہ تم کو نافع نہ ہوگا کیونکہ تم جو کچھ دو گی وہ میرا ہی دیا ہوگا پھر میرے پاس آکر بھی وہ تمہاری ہی چیز ہوگی۔ میاں بی بی میں کس نے بانٹ کی ہے اس لئے میں نے تمہارے لئے مجاہدہ کی یہ صورت تجویز کی کہ تم دولہن بنو اور دو چار میں تمہاری ہنسائی ② ہو جس سے تمہارے دل پر چوٹ لگے تب تم زیارت کشفیہ کے قابل ہوگی۔ واقعی۔

درنیا بدحال پختہ ہیچ خام　　بس سخن کوتاہ باید و السلام ③

---

① اس زمانے میں دو ہزار روپے کی رقم بہت بڑی تھی اس لیے کہ ایک بڑے مدرس کی تنخواہ پانچ سات روپے ماہانہ ہوتی تھی جس میں پورے مہینہ کا خرچ آسانی سے ہوجاتا تھا والد گرامی حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ قربانی کے لیے انہوں نے صرف سات روپے کی ایک گائے خریدی تھی اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دو ہزار کی رقم کتنی زیادہ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے شوق میں وہی خرچ کرسکتا ہے جس کا اشتیاق انتہاء درجہ کا ہو۔ ② اس زمانے میں شرم وحیاء بہت تھی اس لیے جب دیکھا کہ بھائی آئے ہیں تو شرم سے زمین میں گڑ گئیں۔ ③ ”جب خام پختہ کے حال کو نہیں سمجھ سکتا تو تطویل کلام سے کیا فائدہ، سلامتی اسی میں ہے کہ ان فضا میں سکوت کیا جاسکے“

اب معلوم ہوا کہ ان کے دو ہزار روپے لینے میں کیا حکمت تھی سو چونکہ بڑھاپے میں کسی عورت کے دولہن بننے سے اس کی ہنسائی ہوتی ہے اس لئے میں نے نکاح کے اعلان کو ضروری امر نہیں دیا۔ ہاں اول دفعہ جب کسی عورت کا نکاح مرد سے ہو اس میں تو اعلان ہونا چاہیے اور خفیہ نکاح کرنا بہت سے مفاسد پیدا کرتا ہے مگر پھر کسی ضرورت سے اگر ان دونوں میں تجدید نکاح کی ضرورت ہو تو اب اعلان کرنا لازم نہیں (بلکہ عجب نہیں کہ اس وقت تو اخفاء ہی لازم ہو کیونکہ اس وقت اعلان نکاح سے فی الجملہ معصیت ① کا اظہار ہوگا لوگ سمجھیں گے کہ ان میاں بی بی میں سے کسی نے کوئی کلمہ کفر کا کہہ دیا ہوگا یا طلاق دی گئی ہوگی کہ وہ بھی منکر ہے وغیرہ وغیرہ اور اظہار منکر جائز نہیں ۱۲)

بہر حال فساد ذات البین کے یہ مفاسد ہیں جن سے دین بھی برباد ہوتا ہے اور دنیا کا لطف بھی خاک میں مل جاتا ہے۔

اختلاف سے قلب پر ظلمت

اور ایک مفسدہ یہ ہے کہ اختلاف سے قلب پر ظلمت چھا جاتی اور زنگ لگ جاتا ہے جس کو قرآن مجید میں ران فرمایا ہے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ②

اور حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے اس کے قلب پر ایک سیاہ نکتہ یعنی دھبہ لگ جاتا ہے پھر جتنی معصیت بڑھتی ہے اتنا ہی وہ نکتہ بڑھتا ہے اور اگر توبہ کی توفیق ہو جائے تو وہ نکتہ سیاہ قلب سے دھل جاتا ہے مگر عداوت میں توبہ کی بھی توفیق کم ہوتی ہے اس لئے ہر شخص اس میں ترقی ہی کرتا چلا جاتا ہے اور اس اصرار سے وہ نکتہ اتنا بڑھتا ہے کہ بعض دفعہ ایمان بھی سلب ہو جاتا ہے اس اصرار کی نسبت حق تعالیٰ

---

① گناہ کا اظہار ہوگا کہ لوگوں کو پتہ لگے گا کلمہ کفر یہ کہا تھا جس سے نکاح ٹوٹ گیا ہوگا ② سورۃ المائدہ:۷۹

فرماتے ہیں كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۚ یعنی ان پر عذاب شدید اس لئے آیا کہ وہ کسی برے کام سے جس کو ایک دفعہ کرلیا ہو باز نہ آتے تھے۔

مولانا اس آیت کا گویا ترجمہ فرماتے ہیں۔

ہرگنہ زنگے ست بر مرآۃ دل دل شود زیں زنگ با خوار وخجل

چوں زیادت گشت دل را تیرگی نفس دوں را پیش گرد و خیرگی ①

گناہ کی ظلمت

اور گناہ کی ایسی ظلمت ہے کہ دنیا میں بھی دل کے اندر محسوس ہوتی ہے اور اگر کبھی ہم کو اس ظلمت کا احساس نہ ہو تو وجہ اس کی یہ ہے کہ ہم کو نور کا احساس نہیں ہوا اور اس کے احساس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی عمر میں سے زیادہ نہیں صرف تین ہی دن ایسے نکال لیجئے جن میں کوئی کام خلاف شرع نہ کیا جائے۔ بلکہ ان دنوں کو اللہ کی یاد میں اور قرآن کی تلاوت میں گزارا جائے اس وقت قلب میں ایک خاص کیفیت ہوگی وہ نور ہے اس کے بعد ہم اپنی عادت کے موافق پھر وہ دردہ ہو ہی جائیں گے اس سے ایک کیفیت پیدا ہوگی اور وہ ظلمت ہے۔ اس واقعہ میں چونکہ نور کا احساس ہو چکا ہے اب گناہ کا احساس ہوگا اور ایسا معلوم ہوگا کہ گویا دل میں سے کوئی چیز نورانی نکل رہی ہے اور اس کی جگہ ظلمت اور تاریکی پیدا ہو رہی ہے۔

صاحبو! اگر ہمیشہ کیلئے ایسے نہ بن سکو تو امتحان کے لئے تین دن تو ایسے بن جاؤ اس سے کم از کم یہی نفع ہوگا کہ آپ کو ظلمت و نور کا احساس تو ہو جائیگا پھر اختیار ہے چاہے نور کو اختیار کرلو چاہے ظلمت کو۔ مگر خدا کے لئے ایک دفعہ دونوں کی حقیقت

① ہر گناہ دل کے آئینہ پر ایک زنگ ہے دل اس زنگ کی بناء پر خوار وخجل ہوتا ہے جب دل پر گناہوں کی ظلمت چھا جاتی ہے تو نفس کمینہ کی سرکشی بڑھ جاتی ہے“

سے تو آشنا ہو جاؤ امتحان ہی کے طور پر سہی۔ مولانا نے اسی امتحان کی ترغیب دی ہے فرماتے ہیں۔

سالہا تو سنگ بودی دل خراش آزموں را یک زمانے خاک باش
در بہاراں کے شود سرسبز سنگ خاک شوتا گل بروید رنگ رنگ ①

دوسرے کے گناہ سے پریشانی

صاحبو! احباب نے اس واقعہ کے شروع میں جس پریشانی کا ذکر کیا تھا وہ گناہوں ہی کی ظلمت سے پریشانی تھی کیونکہ جیسے کبھی اپنے گناہوں سے پریشانی ہوا کرتی ہے ایسے ہی دوسروں کے گناہوں سے بھی پریشانی ہوا کرتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہو گیا تو بعد نماز کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وضو اچھی طرح کر کے نہیں آتے جس سے امام کو نماز میں سہو ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار کے گناہ کا اثر بے گناہوں پر بھی پہنچتا ہے ہائے یہ گنہگار ہر ایک کو پریشان کرتا ہے اپنے کو بھی اور دوسروں کو بھی

ظالم آن قو میکہ چشمان دوختند از سخنہا عالمی را سوختند ②

واقعی کلمات کفر اور معاصی سے ایک عالم میں آگ لگ جاتی ہے مگر اس آگ کا احساس قلوب کو ہوتا ہے اجسام کو نہیں ہوتا۔ اور قاعدہ ہے کہ ہر مرض کا علاج بالضد ہے تو گناہ کا علاج توبہ ہے پس توبہ کرنا چاہیے اس سے پریشانی اور ظلمت دفع ہو جائیگی۔

---

① ''(برسوں تو تم دلخراش پتھر (متکبر) بنے رہے آزمائش اور امتحان کی نظر سے کچھ روز خاک (متواضع) بن کر دیکھو)۔ موسم بہار میں پتھر کب سرسبز ہوتے ہیں۔ خاک ہو جاؤ تو رنگ برنگ کے پھول اُگیں گے۔)

② ''وہ قوم ظالم ہے جس نے آنکھیں بند کر لیں اور ناروا باتوں سے ایک عالم کو جلا دیا''

خلاصہ وعظ

خلاصہ یہ ہے کہ اس واقعہ میں لوگوں سے کچھ غلطیاں ہوئی ہیں۔ کسی کی زبان سے کلمہ کفر نکلا ہے کسی سے معاصی ہوئے ہیں ان سے توبہ کریں اور کلمات کفر کہنے والے تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی کریں اور معاصی سے آئندہ کو اجتناب کریں گو ہم گنہگار و ہر وقت ہیں مگر یہ توے کی سیاہی تو ایک دفعہ زائل ہو جائے پھر اگر گناہ ہو گیا اُس کا پھر یہی علاج ہے۔ اس وقت میں نے پریشانی کے دفع کرنے اور راحت حاصل کرنے کا طریقہ بتلا دیا اب اس کا استعمال کرنا اُن حضرات کا کام ہے جو ان افعال کے مرتکب ہوئے ہیں یا اُن کے خیر خواہوں کا کام ہے کہ سختی سے نہیں بلکہ نرمی سے اُن کو سمجھائیں کہ بھائی توبہ واستغفار کر لینے میں کیا حرج ہے اب میں ختم کرتا ہوں دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ ہم کو توبہ کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔ ①

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا ومولنا محمد وعلی اله واصحابه اجمعین واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین تم بحمد الله الذي بعزته وجلاله تتم الصالحت .

---

① اللہ تعالیٰ تمام قارئین کو وعظ سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔

خلیل احمد تھانوی

15-5-2024

اخبار الجامعۃ

ماہ اگست وستمبر 2024ء

❁ 31 اگست: جامعہ ہٰذا کی شاخ راوی بلاک میں 11 طلباء نے تکمیل حفظ القرآن الکریم کی سعادت حاصل کی، آخری سبق حضرت قاری احمد میاں تھانوی زید مجدہٗ (مہتمم جامعہ) نے کہلوا کر دعاء خیر سے نوازا۔

❁ 15 ستمبر: 1993ء تا 2023ء جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور سے درس نظامی مکمل کرنے والے 793 فضلاء کرام کا ایک روزہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔

حضرت قاری احمد میاں تھانوی صاحب (مدظلہ) کی دیرینہ تمنا تھی کہ فضلاء قدیم وجدید اپنے مادرِ علمی واساتذہ سے رابطہ رکھتے ہوئے عملی زندگی میں مزید ترقیات حاصل کریں اور جامعہ سے اکتسابِ فیض کے بعد جن شعبوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں اُن کو کتابی شکل میں مرتب کیا جاسکے ابتدائی طور پر فضلاء سے بذریعہ فون رابطہ کر کے کوائف جمع کئے گئے۔

الحمدللہ 586 فضلاء کرام نے دلچسپی کے ساتھ کوائف ارسال کئے باقی فضلاء سے امید ہے کہ جلد اس خلا کو مکمل کرلیں گے۔

تقریب میں نمایاں کارکردگی کے حامل ایم فل۔ پی ایچ ڈی۔ ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کرنے والے فضلاء کرام کو انعامات سے نوازا گیا اور مہمانانِ خصوصی کی خدمت میں جامعہ کی طرف سے شیلڈز اور کتابوں کا سیٹ پیش کیا گیا۔ تمام شریک فضلاء کو سند شرکت سے نوازا گیا۔

جس کی مختصراً ترتیب پیش خدمت ہے۔

تلاوت وحمد ونعت کے بعد

❁ مدرسین کے لیے ہدایات: مولانا مفتی مبشر صاحب

❁ علماء کی معاشرتی ذمہ داریاں: مولانا منظور احمد صاحب

❁ دینی تعلیم وجدید عصری تقاضے: مولانا ڈاکٹر حافظ رشید احمد تھانوی صاحب

❁ حلال فوڈ کی اہمیت: مولانا ڈاکٹر محمد اشرف علی فاروقی صاحب

❁ فضلاء کی نمائندگی: مختلف فضلاء نے اپنے تاثرات پیش کیے۔

❁ استقبالیہ خطبہ: مولانا ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی صاحب نائب مہتمم

❁ جامعہ کے تعلیمی ثمرات: ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی مہتمم

❁ ایم فل۔ پی ایچ ڈی۔ ایل ایل بی کرنے والے فضلاء کرم کو انعامات: بدست ڈاکٹر سید منصور سرور صاحب (وائس چانسلر قرشی یونیورسٹی لاہور)

❁ آن لائن تاثرات: محترم عطاء اللہ تارڑ صاحب

(وفاقی وزیر واطلاعات ونشریات)

❁ مدارس ومساجد کو درپیش چیلنجز اوران کا حل: مولانا قاری حنیف جالندھری صاحب (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

❁ ظہر تا عصر خصوصی ملاقاتیں: حضرت مہتمم صاحب ودیگر اساتذۂ کرام۔

بعد عصر:

❁ وقت کی تنظیم اوراس کا استعمال: حضرت مولانا یوسف خان صاحب

(شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)۔

❁ داعی کے اوصاف وخصائص: حضرت مولانا مفتی عبد القدوس صاحب

(مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال)

❁ بعد نماز مغرب:

❁ سرکاری وجدید عصری اداروں کے اساتذہ اوران کی ذمہ داریاں:

مولانا ڈاکٹر محمد سعد صدیقی صاحب (استاد الحدیث جامعہ ہٰذا)

❁ محفل حسن قراءات: فاضل قراء کرام نے عمدہ تلاوتیں کی۔

فضلاء جامعہ کی خدمات اور تعداد

نمبر شمار	عنوانات	مجموعی تعداد
1	امامت	108
2	خطابت	88
3	تدریس حفظ	46
4	قراءات/تدریس کتب	91
5	لیکچرر/سکول ٹیچر	91
6	اہتمام وانتظام	49
7	وکالت	16
8	صحافت	1
9	سرکاری ملازمین	18
10	بیرون ملک خدمات	16
11	بین الاقوامی اعزازات کے حامل	42
12	کاروبار وتجارت	64
13	حکمت ومیڈیکل	9
14	افتاء	4
15	بینکنگ	5
16	فرانزک لیب	1
	مجموعی تعداد	645

ایل ایل بی کرنے والے فضلاء

نمبر شمار	اسمائے گرامی
1	عرفان نور
2	محمد یٰسین حقانی ولد اصغر علی

3	نویداحمد بن عبدالرشید
4	محمد ادریس بن عالم شیر خان
5	عمر عزیز ولد عبدالعزیز
6	عظیم اللہ بن محمد ابراہیم
7	عبدالرحمٰن ولد ظفر اقبال
8	محمد رضوان بن چھوٹکا خان عرف چھوٹے خان
9	اسداللہ حیدر ولد حیدر ولی شاہ
10	رشید اللہ بن محمد رمضان
11	حافظ محمد عثمان علی
12	محمد نعیم اختر بن خان محمد
13	محمد سلمان عابد ولد محمد سعید عابد
14	مظہر حسین فاروق ولد سعی محمد
15	حافظ لقمان بن اسلام الدین

پی ایچ ڈی کرنے والے فضلاء

1	مولانا محمد اشرف علی فاروقی بن مولانا مشرف علی تھانویؒ
2	مولانا رشید احمد تھانوی فاروقی بن قاری احمد میاں تھانوی فاروقی
3	سکندر حیات بن فاتح الرحمن
4	حافظ کلیم اللہ بن عبدالخالق
5	مولانا ڈاکٹر عتیق الرحمن ولد عبدالرحمن
6	مولانا عبدالسلام بن قاری عبدالغفور
7	مولانا محمد کاشف بن محمد اصغر
8	مولانا منیب صدیقی ولد محمد آصف افتخار صدیقی
9	مولانا محمد فرقان الٰہی بن الٰہی بخش
10	مولانا ابرار حیدر بن غلام حیدر

ایم فل کرنے والے فضلاء

1	مولانا محمد اکرم بن نذیر احمد
2	حافظ غلام رسول بن برکت علی
3	مولانا اویس عبدالستار بن عبدالستار
4	مولانا عثمان آفاق ولد راؤ آفاق گیر احمد
5	مولانا کفایت اللہ بن مولانا عبدالرحمن
6	مولانا سعید الرحمن بن عبدالرحمن
7	مولانا میاں عبدالرحمن بن غلام نبی
8	مولانا ممتاز احمد بن نیاز محمد
9	مولانا حسین احمد بن حافظ اللہ بخش
10	مولانا عبدالماجد بن عبدالغفور
11	حافظ فرخ مشتاق بن مشتاق احمد
12	مولانا محمد ابوبکر تھانوی بن ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی
13	مولانا محمد افضل بن قاری محمد ادریس
14	بلال احمد ولد محمد یعقوب
15	مولانا محمد خبیب بن قاری محمد اشرف
16	مولانا سید اویس بن سید ممتاز علی
17	مولانا محمد بلال بن اللہ بخش
18	مولانا نعیم الرحمن بن ذوالفقار علی
19	مولانا عتیق الرحمن بن قاری ذوالفقار علی
20	مولانا خلیل الرحمن بن اسلام الدین
21	مولانا محمد فیصل ولد محمد یوسف
22	حافظ محمد سلیمان
23	مولانا طاہر اقبال بن محمد عاشق

24	مولانا عمر فاروق ولد حاجی اللہ دتہ
25	مولانا رشید اللہ بن محمد رمضان
26	مولانا محمد قاسم بن محمد نعیم
27	مولانا محمد ابوذر تھانوی بن ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی
28	مولانا محمد ابراہیم سالک بن ڈاکٹر محمد سعد صدیقی
29	مولانا محمد نعمان بن محمد رمضان
30	مولانا محمد ابوبکر حیات بن عبد الحی
31	مولانا عبد اللہ خان بن حمید اللہ ظفر
32	مولانا زعیم سوری بن محمد منیر سوری
33	مولانا ذیشان ولد محمد صادق
34	مولانا محمد وسیم ولد محمد سلیم
35	مولانا محمود اختر ولد محمد اختر
36	حافظ احسان محمود بن محمد اسماعیل
37	رضوان بابر بن عبد الرشید خان
38	مولانا محمد مبشر متین
39	مولانا عامر سہیل بن فجر و خان
40	مولانا سعید الرحمن بن حافظ منظور احمد
41	مولانا اسلام بن محمد شریف
42	مولانا محمد اسامہ نیاز اخون بن محمد ثابت جمیل
43	حافظ زاہد محمود بن منیر احمد
44	مولانا محمد ضیاء الرحمن بن محمد اسلم
45	مولانا عبد الہادی بن عبد الایوب

❁ 17 ستمبر: نورکوٹ عالمی محفل حسنِ قراءۃ میں تلاوت فرما کر حفاظ طلباء کو انعامات سے نوازا۔